دور دوم (۱۸۷۲ء تا ۱۸۹۳ء)

۸ - توحید

کانٹا ہے ہر اک جگر میں اٹکا تیرا
حلقہ ہے ہر اک گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھ کو جانا ہے ضرور
بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

۹ - ایضاً

ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے
انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

۱۰ - ایضاً

طوفاں میں ہے جب جہاز چکر کھاتا
جب قافلہ وادی میں ہے سر ٹکراتا
اسباب کا آسرا ہے جب اٹھ جاتا
واں تیرے سوا کوئی نہیں یاد آتا

۱۱ - ایضاً

جب لیتے ہیں گھیر تیری قدرت کے ظہور
منکر بھی پکار اٹھتے ہیں تجھ کو مجبور
خفاش کو ظلمت کی نہ سوجھی کوئی راہ
خورشید کا شش جہت میں پھیلا جب نور

۱۲ - ایضاً

جب مایوسی دلوں پہ چھا جاتی ہے
دشمن سے بھی نام تیرا جپواتی ہے
ممکن ہے کہ سکھ میں بھول جائیں اطفال
لیکن انہیں دکھ میں ماں ہی یاد آتی ہے

۱۳ - ایضاً

مٹی سے ہوا سے آتش و آب سے یاں
کیا کیا نہ ہوئے بشر پہ اسرار عیاں
پر تیرے خزانے ہیں ازل سے اب تک
گنجینۂ غیب میں اسی طرح نہاں

۱۴ - ایضاً

ہستی سے ہے تیری رنگ و بو سب کے لیے
طاعت میں ہے تیری آبرو سب کے لیے
ہیں تیرے سوا سارے سہارے کمزور
سب اپنے لیے ہیں اور تو سب کے لیے

۱۵ - ایضاً

کیا ہوگی دلیل تجھ پہ اور اس سے زیاد
دنیا میں نہیں ہے ایک دل جو کہ ہو شاد
پر جو کہ ہیں تجھ سے لو لگائے بیٹھے
رہتے ہیں ہر ایک رنج و غم سے آزاد

۱۶ - نعت

بطحاے عرب کو محترم تو نے کیا
اور اُمّیوں کو خیر اُمم تو نے کیا
اسلام نے ایک کر دیا روم و تتار
بچھڑے ہوئے گلّے کو بہم تو نے کیا

۱۷ - ایضاً

زہاد کو تو نے محوِ تمجید کیا
عشاق کو مستِ لذتِ دید کیا
طاعت میں رہا نہ حق کی ساجھی کوئی
توحید کو تو نے آ کے توحید کیا

۱۸ - ایضاً

بطحا کو ہوا تیری ولادت سے شرف
یثرب کو ملا تیری اقامت سے شرف
اولاد ہی کو فخر نہیں کچھ تجھ پر
آبا کو بھی ہے تیری اُبوّت سے شرف

۱۹ - صلحِ کل

ہندو سے لڑیں ، نہ گبر سے بیر کریں
شر سے بچیں اور شر کے عوض خیر کریں
جو کہتے ہیں یہ کہ ہے جہنم دنیا
وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں

۲۰ - ترکِ شعرِ عاشقانہ

بلبل کی چمن میں ہم زبانی چھوڑی
بزمِ شعرا میں شعرخوانی چھوڑی
جب سے دلِ زندہ تو نے ہم کو چھوڑا
ہم نے بھی تری رام کہانی چھوڑی

۲۱ - پیرانِ زندہ دل

خوش رہتے ہیں دکھ میں کامرانوں کی طرح
ہیں ضعف سے لڑتے پہلوانوں کی طرح
دل ان کے ہیں ظرف ان کے جو کرتے ہیں تیر
ہنس بول کے پیری کو جوانوں کی طرح

۲۲ - نیکی اور بدی پاس پاس ہیں

جو لوگ ہیں نیکیوں میں مشہور بہت
ہوں نیکیوں پر اپنی نہ مغرور بہت
نیکی ہی خود اک بدی ہے گر ہو نہ خلوص
نیکی سے بدی نہیں ہے کچھ دور بہت

۲۳ - امتحان کا وقت

زاہد کہتا تھا جان ہے دیں پر قربان
پر آیا جب امتحاں کی زد پر ایماں
کی عرض کسی نے ، کہیے اب کیا ہے صلاح؟
فرمایا کہ بھائی جان! جی ہے تو جہاں

۲۴ - عشق

ہے عشق طبیب دل کے بیماروں کا
یا گھر ہے وہ خود ہزار آزاروں کا
ہم کچھ نہیں جانتے پر اتنی ہے خبر
اک مشغلہ دلچسپ ہے بےکاروں کا

۲۵ - نیکوں کی جانچ

نیکوں کو نہ ٹھہرائیو بد ، اے فرزند!
اک آدھ ادا ان کی اگر ہو نہ پسند
کچھ نقص انار کی لطافت میں نہیں
ہوں اس میں اگر گلے سڑے دانے چند

۲۶ - دوستوں سے بیجا توقع

تا زیست وہ محوِ نقشِ موہوم رہے
جو طالبِ دوستانِ معصوم رہے
اصحاب سے بات بات پر جو بگڑے
صحبت کی وہ برکتوں سے محروم رہے

۲۷ ۔ شراب اور جوانی

ہو بادہ کشی پر نہ جوانو! مفتوں
گردن پہ نہ لو عقل خداداد کا خوں
خود عہد شباب اک جنوں ہے ، اب تم
کرتے ہو فزوں، جنوں پہ اک اور جنوں

۲۸ ۔ غرور سب عیبوں سے بدتر ہے

ممکن نہیں یہ کہ ہو بشر عیب سے دور
پر عیب سے بچیے تا بہ مقدور ضرور
عیب اپنے گھٹاؤ پر خبردار رہو
گھٹنے سے کہیں ان کے نہ بڑھ جائے غرور

۲۹ ۔ گفتار و کردار میں اختلاف

جو کرتے ہیں کچھ ، زباں سے کہتے ہیں وہ کم
ہوتے نہیں ساتھ جمع ، دم اور قدم
بڑھتا گیا جس قدر کہ حسنِ گفتار
بس اتنے ہی گھٹتے گئے کردار میں ہم

۳۰ ۔ شرط قبول

ممکن ہے کہ جوہر کی نہ ہو قدر کہیں
پر قدر کہیں بغیر جوہر کے نہیں
عنبر کو نہ لیں مفت یہ امکاں ہے، مگر
عنبر کی جگہ نہ لے گا کوئی سرگیں

۳۱ ۔ طالب کو سوچ سمجھ کر پیر بنانا چاہیے

ہوں یا نہ ہوں پیر اہل عرفان و یقیں
پر ڈر ہے کہ طالب نہ ہو نادان کہیں
گاہک کو ہے احتیاج چار آنکھوں کی
اور ایک کی بھی بیچنے والے کو نہیں

۳۲ ۔ عالم و جاہل میں کیا فرق ہے؟

ہیں جہل میں سب عالم و جاہل ہم‌سر
آتا نہیں فرق اس کے سوا ان میں نظر
عالم کو ہے علم اپنی نادانی کا
جاہل کو نہیں جہل کی کچھ اپنے خبر

۳۳ ۔ موجودہ ترقی کا انجام

پوچھا جو کل انجامِ ترقیِ بشر
یاروں سے کہا پیرِ مغاں نے ہنس کر
باقی نہ رہے گا کوئی انسان میں عیب
ہو جائیں گے چھل چھلا کے سب عیب ہنر

۳۴ ۔ مسرف کو کیوں کر فراغت حاصل ہو سکتی ہے

اک منعم مسرف نے یہ عابد سے کہا
کر میرے لیے حق سے فراغت کی دعا
عابد نے کہا یہ ہاتھ اٹھا کر سوے چرخ
محتاج کر اس کو جلد اے بار خدا!

۳۵ ۔ کام کی جلدی

یاں رہنے کی مہلت کوئی کب پاتا ہے
آتا ہے اگر آج ، تو کل جاتا ہے
جو کرنے ہیں کام ان کو جلدی بھگتاؤ
طلبی کا پیام وہ چلا آتا ہے

۳۶ ۔ غرض

ہے نفس میں انساں کے جبلّی یہ مرض
ہر سعی پہ ہوتا ہے طلب‌گارِ عوض
جو خاص خدا کے لیے تھے کام کیے
دیکھا تو نہاں ان میں بھی تھی کوئی غرض

۳۷ - انقلاب روزگار

بس بس کے ہزاروں گھر اُجڑ جاتے ہیں
گڑ گڑ کے علم لاکھوں اُکھڑ جاتے ہیں
آج اس کی ہے نوبت تو کل اُس کی باری
بن بن کے یوں ہی کھیل بگڑ جاتے ہیں

۳۸ - تقاضائے سِن

حالی کو جو کل فسردہ خاطر پایا
پوچھا باعث تو ہنس کے یہ فرمایا
رکھو نہ اب اگلی صحبتوں کی امید
وہ وقت گئے ، اب اور موسم آیا

۳۹ - جس کو زندگانی کا بھروسا نہیں ، وہ کوئی بڑا کام نہیں کر سکتا

دنیا کو ہمیشہ نقش فانی سمجھو[1]
رودادِ جہاں کو اک کہانی سمجھو
پر جب کرو آغاز کوئی کام بڑا
ہر سانس کو عمرِ جاودانی سمجھو

۴۰ - آثار زوال

آبا کو زمین و ملک پر اطمینان
اولاد کو ستی پہ قناعت کا گماں
بچے آوارہ اور بے کار جوان
ہیں ایسے گھرانے کوئی دن کے مہماں

---

۱ - دیوان حالی کے ہر مطبوعہ نسخے میں یہ مصرع یوں چھپا ہے : ”دنیائے دنی کو نقش فانی سمجھو“ لیکن مولانا حالی نے دیوان کے ذاتی نسخے میں بعض ترمیمیں کیں - رباعیات حالی میں یہ مصرع ترمیم شدہ نسخے کے مطابق درج ہے - (رباعیات ، صفحہ ۴۴)

۴۱ - شان ادبار

صحرا میں جو پایا ایک چٹیل میدان
برسات میں سبزے کا نہ تھا جس پہ نشان
مایوس تھے جس کے جوتنے سے دہقان
یاد آئی ہمیں قوم کے ادبار کی شان

۴۲ - نفاق کی علامت

ہر بزم میں آفریں کے لائق ہونا
شیریں سخنی سے شہد فائق ہونا
ممکن نہیں جب تک کہ نہ ہو دل میں نفاق
آساں نہیں مقبولِ خلائق ہونا

۴۳ - مسلمانوں کی بے مہری

جب تک کہ نہ ہو دشمنِ اخواں پکّا
ہوتا نہیں مومن کا اب ایماں پکّا
ہم قوم کی خیر مانگتے ہیں حق سے
سنتے ہیں کسی کو جب مسلماں پکّا

۴۴ - مکر و ریا

حالی رہ راست جو کہ چلتے ہیں سدا
خطرہ انہیں گرگ کا ، نہ ڈر شیروں کا
لیکن اُن بھیڑیوں سے واجب ہے حذر
بھیڑوں کے لباس میں ہیں جو جلوہ نما

۴۵ - جوہر قابلیت

ہیں بے ہنروں میں قابلیت کے نشاں
پوشیدہ ہیں وحشیوں میں اکثر انساں
عاری ہیں لباس تربیت سے ، ورنہ
ہیں طوسی و رازی انہیں شکلوں میں نہاں

۴۶ - علم

اے علم کیا ہے تو نے ملکوں کو نہال
غائب ہوا تو[1] جہاں سے واں آیا زوال[1]
ان پر ہوئے غیب کے خزانے مفتوح
جن قوموں نے ٹھہرایا تجھے راس المال

۴۷ - ایضاً

اے علم کلیدِ گنجِ شادی تو ہے
سرچشمۂ نعما و آبادی تو ہے
آسائشِ دوجہاں ہے سائے میں ترے
دنیا کا وسیلہ ، دین کا ہادی تو ہے

۴۸ - ایضاً

ہے تجھ سے نہال جیسی مغرب کی زمیں
مشرق کو وہ فیض تجھ سے اے علم نہیں
شاید اے علم ماہ نخشب[2] کی طرح
رہتی ہیں شعاعیں تری محدود وہیں

۴۹ - خاندانی عزت

بیٹا نکلے نہ جب تلک ذلت سے
عزت نہیں اس کو باپ کی عزت سے

---

۱ - دیوان حالی ، طبع اول (صفحہ ۱۴۱) میں معمولاً اور طبع سوم (صفحہ ۱۱۳) میں سہواً ، ”وہاں آیا زوال“ چھپا ہے - رباعیات حالی (صفحہ ۵۱) میں یہ مصرع اور زیادہ مسخ ہو گیا ہے - ملاحظہ ہو :
”غائب ہوا تو جہاں سے آیا وہاں زوال“ (مرتب)

۲ - وہ چاند جو حکیم ابن عطا معروف بہ مقنع نے شہر نخشب میں بنایا تھا اور جو باقاعدہ ایک کنویں سے طلوع و غروب ہوتا تھا ، اس کی روشنی چند میل تک محدود رہتی تھی -

سوچو تو ہے فضلے کا نسب بھی عالی
پر اُس کو شرف نہیں کچھ اس نسبت[1] سے

۵۰ - عزت کس چیز میں ہے

دولت نے کہا ، مجھ سے ہے عزت ہے جہاں
فرمایا ہنر نے ، میں ہوں عزت کا نشاں
عزت بولی ، غلط ہے دونوں کا بیاں
میں بھید ہوں حق کا جو ہے نیکی میں نہاں

۵۱ - توقع بے جا

ہیں یار رفیق ، پر مصیبت میں نہیں
ساتھی ہیں عزیز ، لیک ذلت میں نہیں
اس بات کی انساں سے توقع ہے عبث
جو نوع بشر کی خود جبلت میں نہیں

۵۲ - عقل اور دوستی متضاد ہیں

ہے عقل میں جس قدر کمی اور بیشی
اتنی ہی مغایرت ہے یاں اور خویشی
وہ دوست نہیں جس نے کیا فکر مآل
ضدین ہیں دوستی و دوراندیشی

۵۳ - عیش و عشرت

عشرت کا ثمر تلخ سدا ہوتا ہے
ہر قہقہہ پیغامِ بُکا ہوتا ہے
جس قوم کو عیش دوست پاتا ہوں میں
کہتا ہوں کہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہے

---

۱ - دیوان حالی ، طبع اول (صفحہ ۱۴۱) و طبع سوم (صفحہ ۱۱۴) میں فضلے کی جگہ ”کھات“ (یعنی کھاد) چھپا ہے رباعیات حالی میں یہ مصرع ترمیم شدہ صورت میں درج کیا گیا ہے - (مرتب)

۵۴ - ایضاً

اے عیش و طرب! تو نے جہاں راج کیا
سلطاں کو گدا ، غنی کو محتاج کیا
ویراں کیا تو نے نینوا اور بابل
بغداد کو ، قرطبہ کو تاراج کیا

۵۵ - غیبت

رونق ہے ہر اک بزم کی اب غیبت میں
بدگوئی خلق ہے ہر اک صحبت میں
اوروں کی برائی ہی پہ ہے فخر وہاں
خوبی کوئی باقی نہیں جس اُمت میں

۵۶ - عشق

اے عشق! کیا تو نے گھرانوں کو تباہ
پیروں کو خرف[1] اور جوانوں کو تباہ
دیکھا ہے سدا سلامتی میں تیری[2]
قوموں کو ذلیل ، خاندانوں کو تباہ

۵۷ - سببِ زوالِ سلطنت

دیکھو جس سلطنت کی حالت درہم
سمجھو کہ وہاں ہے کوئی 'برکت کا قدم'
یا تو کوئی 'بیگم' ہے مشیرِ دولت
یا ہے کوئی 'مولوی' وزیرِ اعظم

---

۱ - سترا بہترا : مخبوط الحواس ۔

۲ - دیوان حالی ، طبع سوم (صفحہ ۱۱۵) اور رباعیات حالی (صفحہ ۶۱) میں یہ مصرع یوں درج ہے : دیکھا سدا سلامتی میں تیری لیکن ظاہر ہے کہ اس صورت میں مصرعے کا وزن پورا نہیں ہوتا۔(مرتب)

۵۸ - دین و دنیا کا رشتہ

دنیا کو دیے دین نے اسرار و حکم
دنیا نے کمر دین کی تھامی جس دم
گر دین کی ممنون بہت ہے دنیا
دنیا کے بھی احسان نہیں دین پہ کم

۵۹ - آزادگانِ راستباز کی تکفیر

یاروں میں نہ پایا جب کوئی عیب و گناہ
کافر کہا واعظ نے انہیں اور گمراہ
جھوٹے کو نہیں ملتی شہادت جس وقت
لاتا ہے خدا کو اپنے دعوے پہ گواہ

۶۰ - بے پروائی و بے غیرتی

اسباب پہ گر نظم جہاں کا ہے مدار
اس قوم کا جینا ہے حالی دشوار
عزت کی نہیں ہے جس کو ہرگز پروا
ذلت سے نہیں ہے جس کو ہرگز کچھ عار

۶۱ - عفو باوجود قدرتِ انتقام

موسیٰ نے یہ کی عرض کہ اے بارِ خدا
مقبول ترا کون ہے بندوں میں سوا
ارشاد ہوا بندہ ہمارا وہ ہے
جو لے سکے اور نہ لے بدی کا بدلا

۶۲ - سختی کا جواب نرمی سے

فتنے کو فرو کیجیے بہ ضبط و تمکیں[1]
زہر اگلے کوئی تو کیجیے باتیں شیریں

---

۱ - یہ مصرع رباعیات حالی (صفحہ ۶۷) سے ترمیم شدہ صورت میں نقل کیا گیا ہے - دیوان حالی (طبع اول - صفحہ ۱۴۴) میں یوں درج ہے : فتنے کو جہاں تلک ہو دیجے تسکیں - (مرتب)